بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شذرات

ان سطور کے چھپتے چھپتے حجاج کی درخواستوں کے لئے قرعہ پڑ چکا ہوگا، اور جن حضرات کی قسمت میں اس سال حج وزیارت کی دولت ہوگی وہ تیاری میں مصروف ہو جائیں گے، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس سال ایسے لوگوں کو زیادہ موقع ملے گا جو کئی سالوں سے محروم ہو رہے ہیں۔ دیکھنا ہے کہ ایسے لوگوں میں کتنے رہ جاتے ہیں خدا کرے سب کے سب قرعہ میں آجائیں۔ زرمبادلہ کی کمی اور جہاز کے کرایہ کے اضافہ کی وجہ سے سفر حج وزیارت پر یکبارگی بہت بڑا بار پڑ گیا ہے۔ اس سے بھی حج کی درخواستوں میں نمایاں کمی ہوئی اس لئے کئی سالوں سے محروم حضرات کے لئے مزید موقع کی توقع ہے، دیکھنا ہے کہ نئے درخواست دہندہ لوگوں کی منظوری کا تناسب کیا رہتا ہے؟ پہلے سفر حج و زیارت حکومت کی توجہ سے جتنا آسان اور سہل تھا اتنا ہی اب اس میں طرح طرح کی مشکلات اور دشواریاں بڑھتی جارہی ہیں۔ دوسرے غیر ملکی اسفار میں آسانیاں پیدا کرنے کی کوشش ہو رہی ہے مگر معلوم نہیں کیوں سفر حج میں روز بروز دشواری آتی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ دین کے اس اہم فریضہ کی راہ سے مشکلات دور فرمائے اور اس میں آسانی پیدا کرے۔

۲۱ر اکتوبر سے ۲۴ر اکتوبر تک جمہوریہ عربیہ متحدہ کے صدر جمال عبدالناصر، یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو، اور ہندوستان کی وزیر اعظم اندرا گاندھی کے درمیان ناوابستہ ممالک کی کانفرنس ہوئی۔ اس موقع پر مصر کے جمال عبدالناصر

کے دورۂ ہند سے مسلمانانِ ہند نے مجموعی طور سے دلچسپی نہیں لی، بلکہ ایک گونہ ان کے خلاف جذبات ابھرے، ان کا استقبال بہت پھیکا رہا۔ جامع مسجد دہلی میں نمازِ جمعہ کا پروگرام منسوخ ہوا اور جماعت اسلامی کے کئی ارکان کے علاوہ کچھ اور لوگ انکی آمد سے پہلے گرفتار کئے گئے، اور ان کی آمد سے پہلے ہندستان میں ان کے رویہ کے بارے میں موافق مخالف بیانات نکلے۔

ان باتوں کے نتیجہ میں صدر جمال عبد الناصر کا ہندستان کے مسلمانوں میں مقبول و نامقبول ہونا بالکل ظاہر ہو گیا، اس کی وجہ صرف حال میں اخوان المسلمین کے رہنماؤں کو پھانسی دینا ہی نہیں ہے، بلکہ قبرص کے معاملہ میں مسلمان ترکوں کے مقابلہ میں عیسائی یونانیوں کا ساتھ دینا، یمن پر ہجوم و حملہ کر کے امامی حکومت کے ختم کرنے اور وہاں خون خرابہ برپا کرنے میں مصر کا شریک ہونا، شام سے الحاق کے بعد ناگوار حالات میں جدا ہونا۔ اور فیصل اور ناصر کی دشمنی میں اتحادِ اسلامی کی دعوت و کوشش کو سامراجی چال بتانا اور اس کے ناکام بنانے کی کوشش کرنا جبکہ یہ دعوت صدیوں سے عالم اسلام کے دل کی آواز بن کر نکلتی رہی اور جمال الدین افغانی کی تحریک وحدت اسلامیہ اور "پان اسلام ازم" کی عملی شکل ہے۔

ان وجوہ کی بنا پر صدر جمہوریہ عربیہ متحدہ بڑی حد تک عالم اسلام میں اس نظر سے اب نہیں دیکھے جاتے جس سے وہ عدوان ثلثہ میں فتح و ظفر کے موقع پر دیکھے جاتے تھے، پھر انھوں نے اندرون ملک میں جو سراسر اسلامی ہے، ایسے اصول اور طریقے رواج دئے ہیں جو اسلامی تعلیمات سے ہرگز میل نہیں کھاتے۔ اور ان کے ہمنوا ان کو عین اسلام ثابت کرنے کی کوشش میں عالم اسلام کے ارباب دین و دیانت سے الگ راہ تجویز کرتے ہیں۔ صدر ناصر کے لئے مناسب ہے کہ وہ اپنی خارجی اور داخلی سیاست و حکومت پر نظر ثانی کریں، تاکہ ان کا وقار باقی رہے اگر وقار باقی نہیں تو اقتدار کے باقی رہنے میں کوئی خوبی نہیں۔

ہم نے "البلاغ" ہی کے شذرات میں دو تین نمبر پہلے مدارس اسلامیہ کے طلبہ کی ناکامی پر دردمندانہ انداز میں کچھ باتیں لکھی تھیں، جن میں یہ بات بھی تھی کہ ہمارے مدارس کی مدرسانہ سیاست میں طلبہ کو شامل کر کے غیر علمی و غیر دینی ذہن و مزاج کی آبیاری کی جاتی ہے، اس حقیقت کا بدترین مظاہرہ، اکتوبر میں دار العلوم دیوبند کے طلبہ اور مسلم مجلس مشاورت کے جلسے کے مابین ہنگامہ آرائی کی صورت میں ہوا۔ قصور طلبہ کا ہے، یا مجلس مشاورت والوں کا ہے، مگر یہ واقعہ ہے کہ طلبہ اس بچکانی سیاست کی زد میں آ ہے یا لائے گئے، اور دار العلوم دیوبند کی اندرونی سیاست نے

جمعیۃ العلماء کو بے جان کرنے کے بعد اب وہ شکل اختیار کر لی ہے جو ہندستان کی یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ میں کام کر رہی ہے۔ جماعت اسلامی اور مسلم مجلس مشاورت کے ذرائع خبر سارا قصور طالب علموں کا نکال رہے ہیں اور اخبار الجمعیۃ اور دوسرے اخبارات مسلم مجلس مشاورت والوں کی زیادتی و عدوان کی کہانی سناتے ہیں، بات جو بھی ہو بہرحال ہندستان کی خالص علمی اور دینی فضا میں یہ زہریلا مادہ کھلے بندوں پہونچ گیا، اس پر جتنا ماتم کیا جائے کم ہے، جانبین کے متضاد بیانات سے یہ فیصلہ مشکل ہے کہ زیادتی کس کی طرف ہے، اگر پہلے سے بنے بنائے منصوبہ کے تحت اس موقع پر طلبہ پر حملہ کیا گیا تو بھی یہ اقدام قابل نفرت و حقارت ہے۔ اور اگر طلبہ نے اس موقع پر ہنگامہ کر کے پہل کی تب بھی جس قدر افسوس و نفرت کی جائے کم ہے۔ دونوں طرف کے مولویوں کی سادہ لوحی ملاحظہ ہو کہ وہ دار العلوم کے ارباب بست کشاد ہونے کے باوجود پہلے سے صورت حال کی نزاکت کا اندازہ نہ کر سکے۔

فقہائے احناف میں امام محمدؒ کو جو مقام و مرتبہ حاصل ہے، وہ فقہ اسلامی کا طغرائے امتیاز ہے امام صاحب کی تصانیف ہمیشہ سے اسلام کے تشریعی و تفریعی امور میں مشعل راہ رہی ہیں، ان کی دو کتابیں حال ہی میں ہندستان سے بڑی آب و تاب کے ساتھ شایع ہونا شروع ہوئی ہیں۔ ایک کتاب الحجۃ علی اہل المدینہ" اور دوسری "کتاب الآثار" پہلی کتاب پہلی بار لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ جلال کوچہ، حیدرآباد سے شایع ہوئی ہے جس کی تعلیق و تصحیح مولانا مفتی مہدی حسن صاحب شاہجہاں پوری نے کی اور بڑی کد و کاوش سے اس کی عظمت و افادیت کو نمایاں کیا ہے، امام محمد نے مدینہ منورہ جاکر حضرت امام مالکؒ اور دوسرے علماء سے احادیث کا سماع کیا، ان سے احادیث و فقہ پر مباحثہ کیا۔ اور ان کو "کتاب الحجۃ" کی شکل میں مدون کیا۔ یہ کتاب احناف کے فقہی مسلک کے احادیث و آثار سے قریب تر ہونے پر واقعی حجت ہے، دوسری "کتاب الآثار" حضرت ابو الوفا افغانی صدر لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ کی تعلیق و تصحیح کے بعد شایع ہوئی ہے۔ جو لوگ مولانا موصوف کے حنفیہ کی امہات کتب سے شغف اور ان کی خدمت سے واقف ہیں وہ اس میں ان کے فقہی و علمی خدمات کا اندازہ کر سکتے ہیں، یہ کتاب اگرچہ ہندستان میں پہلے بھی چھپ چکی ہے مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ کتاب اب کی بار صحیح معنوں میں پوری تحقیق کے ساتھ شایع ہوئی ہے اور اب جاکر اس کی پوری خدمت ہوئی ہے، ضرورت ہے کہ ہندستان کے اہل علم ان دونوں کتابوں کو حاصل کریں۔ کتاب الحجۃ کی پہلی جلد کی قیمت ۱۲ روپے ہے لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ جلال کوچہ حیدرآباد سے ملے گی۔ اور کتاب الآثار کی پہلی جلد کی قیمت ۱۵ روپے ہے یہ مجلس علمی ڈابھیل سملک ضلع سورت سے مل سکتی ہے۔